4

ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ عہد کر لینا چاہیے کہ وہ دین کی خاطر کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرے گا

اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لیے وقفِ جدید کی تحریک خاص اہمیت رکھتی ہے

(فرمودہ 21 فروری 1958ء بمقام کراچی)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اِس دفعہ 1957ء کے آخر میں میری طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی تھی مگر پھر جلسہ کے وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہوگئی۔ اس کے بعد پھر خراب ہونی شروع ہوگئی۔ میں تو اسے گاؤٹ (Gout) کا اثر ہی سمجھتا رہا مگر ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ یہ تکلیف گاؤٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ تبدیلیٔ موسم کی وجہ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ جلدی جلدی موسم تبدیل ہوا ہے اور سردی زیادہ شدید پڑی ہے اس لیے آپ کو یہ تکلیف ہوئی ہے۔ اب یہاں کے ڈاکٹروں کا مشورہ لینے کے لیے ہم اس جگہ آئے ہیں۔ مجھے پچھلے دنوں یہ بھی وہم ہونا شروع ہوگیا کہ مجھ پر فالج کا حملہ بڑھ رہا ہے یا دوبارہ فالج ہوگیا ہے مگر ڈاکٹروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہماری طب میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ فالج کا حملہ زیادہ بھی ہوسکتا ہے اور دوبارہ حملہ کے لیے بیہوشی ہونی ضروری ہوتی ہے جیسے پہلے یکدم کچھ بیہوشی

ہوئی اور پھر فالج کا حملہ ہوگیا۔ پس انہوں نے کہا کہ آپ کو فالج کا دوبارہ دَورہ نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ کو بیہوشی نہیں ہوئی اور فالج کے حملہ میں زیادتی طبّی اصول کے خلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کو ضُعف ہوگیا ہو یا اعصابی کمزوری کی وجہ سے کوئی شکایت پیدا ہوئی ہو مگر یہ کہ فالج کا حملہ آپ ہی آپ بڑھتا چلا جائے یہ طبّی اصول کے خلاف ہے اور دوبارہ حملہ کے لیے پہلے بیہوشی ضروری ہوتی ہے۔ بہرحال اگر ان کی یہ رائے درست ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ ایک غیر معمولی سال گزرا ہے جس میں بڑی سخت سردی آئی۔ پچھلے سال جب ہم جابہ سے چلے ہیں تو وہاں بہت سردی تھی۔ ربوہ میں آئے تو وہاں بھی سردی تھی جلسہ کے قریب کچھ سردی کم ہوئی تو بدن میں طاقت آنی شروع ہوگئی۔ خداتعالیٰ کی قدرت ہے قادیان میں بھی 22، 23 دسمبر کو شاید لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے گرمی سی آجاتی تھی اور ربوہ تو یوں بھی گرم مقام ہے۔ بہرحال اس گرمی کا فائدہ ہوا اور مجھے تقریروں کی توفیق مل گئی۔

آج میں جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں مختلف انبیاء گزرے ہیں جن کو خداتعالیٰ نے اپنے اپنے وقت میں ہدایتیں بخشیں اور انہوں نے خداتعالیٰ کا نام پھیلانے اور اس کے دین کی خدمت کرنے کے لیے بڑی جدوجہد کی۔1 اس کے بعد اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ 2 یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کو خداتعالیٰ نے ہدایت دی۔ پس اے محمد رسول اللہ! جس طرز پر یہ لوگ چلے ہیں اُسی طرز پر تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بھی چلنا چاہیے۔ اب یہ صاف بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی گزرے ہیں یا جن کا یہاں ذکر آتا ہے جن میں حضرت ابراہیمؑ کا نام بھی آیا ہے، حضرت اسحٰقؑ کا نام بھی آیا ہے، حضرت یعقوبؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت داؤدؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت سلیمانؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت ایوبؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت یوسفؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت موسیٰؑ کا بھی نام آیا ہے، حضرت ہارونؑ کا بھی نام آیا ہے، اِسی طرح زکریاؑ، یحیٰیؑ، عیسیٰؑ، الیاسؑ، اسماعیلؑ، یسعیاہؑ، یونسؑ اور لوطؑ کا بھی نام آیا ہے۔ ان تمام کی زندگیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی خداتعالیٰ کے دین کی خدمت میں لگا دی تھی اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ تُو بھی ان نبیوں کے طریق پر چل۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شروع دعویٰ نبوت

سے لے کر تئیس سال تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ذاتی کام نہیں کیا۔ صرف دین کی خدمت کرتے رہے اور اسلام کے پھیلانے میں دن رات لگے رہے اور اسی حالت میں فوت ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کا اِس قدر شوق تھا کہ مرضُ الموت میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ میرے اور مسجد کے درمیان جو پردہ حائل ہے اُسے ہٹا دو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ جب پردہ ہٹایا گیا اور صحابہؓ جو نماز کے لیے جمع تھے انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ شوق کے مارے دیوانے ہو گئے اور انہوں نے بے تحاشا اپنی خوشی کا اظہار کرنا شروع کر دیا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت چونکہ زیادہ ناساز تھی اس لیے آپ نے فرمایا اب پردے گرا دو اور باہر کہلا بھیجا کہ میرا دل تو چاہتا تھا کہ آؤں مگر میں کمزوری کی وجہ سے نہیں آ سکتا۔ میری جگہ ابوبکر نماز پڑھا دیں۔3

غرض یہ ایک قرآنی ہدایت ہے جس کو ہمیشہ مدنظر رکھنا ضروری ہے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء گزرے ہیں جن میں خصوصیت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں اُن کے نمونہ کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہم اسلام کی خدمت بجا لائیں کیونکہ اِس وقت سوائے اسلام کے اَور کوئی سچا دین نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ 4 یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت صرف اسلام ہی حقیقی دین ہے۔ پس قرآن کے نزول کے بعد اب سوائے اسلام کے اَور کوئی دین نہیں رہا۔ اگر عیسٰیؑ کے پیرو عیسٰیؑ کے پیچھے چلتے ہیں اور موسٰیؑ کے پیرو موسٰیؑ کے پیچھے چلتے ہیں تو ہمارے لیے یہ حکم نہیں کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کریں یا یہودیت کو پھیلانے کی کوشش کریں بلکہ ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلیں اور آپ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لیے اپنی جانیں تک لڑا دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اِس وقت اسلام کی ویسی ہی نازک حالت ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک فارسی قصیدہ میں فرمایا کہ

ہر طرف کفرست جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین 5

جیسے کربلا کے وقت ہوا تھا کہ یزید کی فوجیں غالب آ رہی تھیں اور امام حسینؓ کا لڑکا

زین العابدین بیمار پڑا ہوا تھا اور دین کی مدد کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے چاہا بھی کہ اپنی بیماری میں اُٹھ کر کربلا کے میدان میں حضرت امام حسینؓ کی مدد کریں مگر امام حسینؓ نے کہا میرے بیٹے کو سنبھالو۔ اس کو اُٹھنے نہ دو۔ چنانچہ ان کی پھوپھی زینبؓ آئیں اور انہوں نے کہا کہ صبر سے کام لے۔ تیرے باپ کا یہی حکم ہے کہ تجھے لِٹایا جائے اُٹھنے نہ دیا جائے۔ اِسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ہر طرف کفرست جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یعنی جس طرح کربلا کے میدان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے صرف ستّر آدمی تھے اور باقی سینکڑوں ہزاروں سپاہیوں کی رجمنٹیں (REGIMENT) ایک مشہور جرنیل کے ماتحت یزید کی طرف سے اُن کو گھیرے ہوئے تھیں اُسی طرح آجکل اسلام کی حالت ہے کہ چاروں طرف سے یزیدی فوجوں کی طرح لوگ اِس پر چڑھے آ رہے ہیں اور اسلام کی حالت ایسی ہی ہے جیسے زین العابدین بیماری میں تڑپ رہے تھے اور اپنے باپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارے روحانی باپ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے اس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں اگر ایمان ہوتا ہے تو وہ تڑپتے ہیں کہ اپنے حقیقی روحانی باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں لیکن وہ بیمار و بیکس ہیں یعنی ان میں طاقت نہیں کہ مقابلہ کر سکیں۔ نہ پیسہ ان کے پاس ہے، نہ پریس ان کے پاس ہے، نہ فوجیں ان کے پاس ہیں، نہ حکومتیں ان کے پاس ہیں عیسائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گند اُچھالتے ہیں مگر ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ جواب دے سکیں۔

اب ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ اس کے افراد یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں مگر کام کی وسعت کے مقابلہ میں ہماری جدوجہد ایسی ہی ہے جیسے کوئی چڑیا سمندر میں سے چونچ بھر کر پانی پیے۔ عیسائیوں کی طاقت کے مقابلہ میں نہ ہمارے پاس کوئی طاقت ہے اور نہ اُن کے مبلّغوں کے مقابلے میں ہمارے مبلغوں کی تعداد کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ رومن کیتھولک پادریوں کی تعداد ہی اٹھاون ہزار ہے اور ہمارے مبلّغ تین سَو بھی نہیں۔ ایک دفعہ وکالتِ تبشیر نے مجھے رپورٹ پیش کی تھی کہ مقامی جماعتوں کے مبلّغ ملا کر ہمارے کُل

مبلّغ دوسَوستّر ہیں۔ اب کُجا دوسَوستّر مبلغ اور کُجا اَٹھاون ہزار مبلّغ۔ اور ابھی یہ صرف رومن کیتھولک پادریوں کی تعداد ہے۔ اگر پروٹسٹنٹ فرقہ کے پادریوں کو ملا لیا جائے تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ ان کے مبلّغوں کی تعداد بن جاتی ہے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ بتایا ہے کہ اگر مسلمانوں میں سچا ایمان پایا جائے تو ایک مومن دس کفار کا مقابلہ کرسکتا ہے۔6 اس کے معنے یہ ہیں اگر اُن کے دو ہزار سات سَو مبلّغ ہوں تب تو انسانی طاقت کے لحاظ سے ہماری فتح کا امکان ہے لیکن ہمارے دوسَوستّر مبلغوں کے مقابلہ میں اُن کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ مبلّغ ہیں۔ اِس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے ایک مبلّغ کے مقابلہ میں اُن کے تین چار سَو مبلّغ کام کر رہے ہیں۔ پس بظاہر دنیوی نقطۂ نگاہ سے ان کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ گو صحابہؓ میں ہمیں عملاً اِس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے کئی کئی گنا لشکروں کا مقابلہ کیا اور دشمن پر فتح حاصل کی۔ جب رومیوں سے جنگ ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے صرف ساٹھ آدمیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ منتخب کیا اور اُن ساٹھ آدمیوں نے ساٹھ ہزار کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رومیوں پر حملہ کرنے گئے تو آپ کے ساتھ صرف دس ہزار آدمی تھے اور رومی فوج کئی لاکھ تھی مگر خدا تعالیٰ نے اُن پر ایسا رُعب ڈالا کہ وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہ کیا۔ دراصل جرہم قبیلہ کی شہہ پر رومی مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ قبیلہ اصل میں عرب تھا مگر رومی اثر کے نیچے عیسائی ہوگیا تھا۔ پہلے تو انہوں نے قیصر کو انگیخت کی اور اُسے حملہ کے لیے اکسایا مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور جب وہ پیچھے ہٹے تو رومی فوج بھی ڈر گئی اور اُس نے حملہ نہ کیا۔ غرض صحابہؓ کے زمانہ میں دو دو ہزار گنا لشکر کا بھی مسلمانوں نے مقابلہ کیا ہے مگر یہ مقابلہ اُس سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ ہماری جماعت بہت قلیل ہے اور ساری دنیا میں ہم نے اسلام پھیلانا ہے۔ پس یہ کمی اِس طرح پوری ہوسکتی ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد دعاؤں میں لگا رہے اور ہر شخص اس بات کا عہد کرے کہ وہ دین کے لیے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرے گا اور اسلام کی اشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دے گا۔ میں نے اِس غرض کے لیے جماعت میں وقفِ جدید کی تحریک کی ہے اور اِس وقت تک جو اطلاع آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سَو چوالیس دوست اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں جن میں سے تیرہ معلّم پہلے بھیجے جا چکے ہیں اور سترہ اَور واقفین کو قابلِ انتخاب قرار دیا جا چکا ہے جن کے متعلق مقامی جماعتوں سے رپورٹ لی جارہی ہے اور دفتر والوں نے مجھے لکھا ہے کہ ان کی رپورٹیں

آنے کے بعد ان سترہ واقفین کے نام منظوری کے لیے پیش کیے جائیں گے۔

میں دیکھتا ہوں کہ باوجود اِس کے کہ ابھی اس کام کو شروع کیے چند دن ہی ہوئے ہیں جو وفد بھجوائے گئے ہیں اُن کے کام کے خوشکن نتائج نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ان مراکز کو قائم ہوئے صرف چند دن ہوئے ہیں اور یہ اتنا تھوڑا عرصہ ہے جس میں کوئی نمایاں نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اصل نتیجہ اُس وقت معلوم ہوگا جب چھ سات مہینے گزر جائیں گے۔ پس وہ لوگ تو اپنا کام کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ ہم اُن کی مدد کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقفِ جدید کے مالی مطالبہ میں جماعت احمدیہ کراچی کے اڑھائی ہزار آدمیوں نے حصہ لیا ہے اور پندرہ ہزار روپیہ سالانہ کا وعدہ کیا ہے لیکن اگلے سال امید ہے کہ یہ چندہ اَور بھی ترقی کرے گا۔ اِس سال کچھ تو فصلیں خراب ہوئی ہیں اور کچھ چندے بھی دوستوں کو زیادہ دینے پڑے ہیں۔ ممکن ہے اگلے سال کراچی کی جماعت اِس سے بھی زیادہ توجہ کر سکے۔ اِس سال بڑی مہنگائی رہی ہے اور فصلیں بھی خراب ہوئی ہیں جس کی وجہ سے گاؤں کی جماعتیں تو اقتصادی لحاظ سے بالکل کُچلی گئی ہیں۔ پھر تفسیرِ صغیر کی وجہ سے بھی جماعت کے دوستوں کو بہت سی رقمیں دینی پڑیں اور کچھ چندوں کی کمی کی وجہ سے بجٹ کے متعلق جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ شاید وہ پورا نہ ہو سکے۔ اُس کو پورا کرنے کے لیے بھی جماعت کو کوشش کرنی پڑی۔ پس اِس سال کی متواتر قربانیوں کی وجہ سے آپ لوگوں کا کام قابلِ تحسین ہے۔ لیکن اُمید ہے کہ جب پچھلے بوجھ اُتر جائیں گے اور اِس عرصہ میں جماعت بھی ترقی کرے گی تو دوست وقفِ جدید میں بھی اِس سال سے زیادہ حصہ لیں گے اور تحریک جدید میں بھی زیادہ حصہ لیں گے۔ تحریک جدید کے اِس وقت تک بہت کم وعدے آئے ہیں۔ جب میں چلا تھا تو میرے پاس رپورٹ آئی تھی کہ تحریک جدید کے پانچ لاکھ کے وعدے آئے ہیں اور یہ بہت کم ہیں۔ اُن کا خرچ بارہ تیرہ لاکھ کا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ بھی پچھلے سال تیرہ لاکھ کا تھا۔ اگر ہماری جماعت کے زمینداروں کی آمد زیادہ ہو جائے اور صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تیرہ لاکھ سے بڑھ کر سولہ سترہ لاکھ پر آ جائے اور اِس طرح تحریک جدید کا بجٹ ترقی کر جائے تو پھر امید ہے کہ ہمارے کام آسانی سے چلنے لگیں گے۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے ایک دفعہ اپنے اخبار میں لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد جماعت احمدیہ پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے اور اِس کا ثبوت یہ ہے کہ جتنا بجٹ ان کا اب ہوتا ہے اتنا بجٹ ان کا پہلے کبھی نہیں ہوا اور یہ بالکل درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

وفات کے وقت جماعت کا سارا بجٹ تیس پینتیس ہزار کا تھا مگر اب صرف صدر انجمن احمدیہ کا ہی پچھلے سال تیرہ لاکھ کا بجٹ تھا اور اگر اس کے ساتھ تحریک جدید کو بھی شامل کر لیا جائے تو ہمارا بجٹ پچیس چھبیس لاکھ تک پہنچ جاتا ہے۔ اِس کو دیکھ کر مخالف بھی متأثر ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ جماعت پہلے سے ترقی کر رہی ہے اور جب ''وقفِ جدید'' مضبوط ہو گیا جس کی وجہ سے لازماً چندے بھی بڑھیں گے اور آدمی بھی بڑھیں گے تو ممکن ہے اگلے سال تینوں انجمنوں کا بجٹ چالیس پچاس لاکھ تک پہنچ جائے۔ پس ان قربانیوں کی طرف جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہیے اور ہر آدمی کو یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جلدی آئے۔ بیشک جہاں تک اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا سوال ہے ہمیں یقین ہے کہ اُس کی نصرت ہمارے شاملِ حال ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے گا۔ لیکن اگر اس مدد کے آنے میں کچھ دیر ہو جائے تو مومن کا قلب اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب مومن کہہ اُٹھتے ہیں کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ 7 یعنی انتظار کرتے کرتے ہماری آنکھیں تھک گئیں۔ اب اللہ کی مدد کب آئے گی؟ فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ 8 اللہ کی نصرت آنے ہی والی ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ تم گھبرا جاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ نامعلوم اس کی مدد کب آئے گی حالانکہ وہ تمہارے بالکل قریب پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ ان آیتوں کے نزول کے ایک دو سال بعد ہی مکہ فتح ہو گیا اور سارے عرب پر اسلام غالب آ گیا۔

اب بھی ایسا ہی وقت ہے کہ ہر احمدی کے دل سے یہ آواز اُٹھنی چاہیے کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اے خدا! تیری مدد کب آئے گی؟ ہم نے تیرے دین کی ترقی کے خواب اُس وقت دیکھنے شروع کیے تھے جب یہ صدی شروع ہوئی تھی اور اب تو یہ صدی بھی ختم ہونے والی ہے مگر ابھی تک ہماری امیدیں بَر نہیں آئیں اور کفر دنیا میں قائم ہے۔ اے خدا! تُو اپنی مدد بھیج تا کہ ہم اپنی زندگیوں میں ہی وہ دن دیکھ لیں کہ اسلام دنیا پر غالب آ جائے اور عیسائی اور ہندو اور دوسرے تمام غیر مذاہب کے پیرو مغلوب ہو جائیں۔ اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں مسجدیں بن جائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی آوازوں سے سارا یورپ اور امریکہ گونج اُٹھے۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں سے اِس طرح آواز اُٹھے تو آپ کو یقین رکھنا چاہیے کہ آپ کے دل میں ایمان کی چنگاری پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن اگر یہ آواز نہ اُٹھے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ لوگوں نے اپنے متعلق بِلا وجہ نیک ظنی کی۔ آپ سمجھتے رہے کہ ہم مومن

ہیں حالانکہ مومن نہیں تھے۔ اسلام تو بہت بڑی چیز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کی علامت یہ ہے کہ اگر اُس کے کسی بھائی کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اُسے بھی ایسا ہی محسوس کرتا ہے جیسے وہ تکلیف خود اسے پہنچی ہے۔9 جب ایک مومن بھائی کی تکلیف کو بھی دوسرا شخص اپنی تکلیف سمجھتا ہے تو اگر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کیے جاتے ہیں، آپؐ پر غلاظت اُچھالی جاتی ہے اور تمہارے دل میں کوئی درد پیدا نہیں ہوتا تو یہ ایمان کی کمی کی علامت ہے۔ بیشک جس بات کی ہمیں طاقت حاصل نہیں اُس کے متعلق خدا تعالیٰ ہم سے کوئی سوال نہیں کرے گا لیکن ہمارے دلی جذبات کے متعلق تو وہ ہم سے سوال کر سکتا ہے۔ وہ کہے گا کہ اگر تمہارے دلوں میں سچا ایمان ہوتا تو تم ان مخالفتوں کو دیکھ کر کیوں نہ میری طرف جھکتے اور مجھ سے دعائیں کرتے۔ اور چونکہ تم میری طرف نہیں جھکے اس لیے معلوم ہوا کہ جو تمہارا فرض تھا وہ تم نے ادا نہیں کیا'' (الفضل 9 مارچ 1958ء)

1: وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۴﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۸﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ (الانعام: 84 تا 90)

2: الانعام: 91

3: بخاری کتاب الاذان. باب اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

4: آل عمران: 20

5: درثمین فارسی صفحہ 96

6: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ (الانفال: 66)

7 :البقرة:215

8 :البقرة:215

9 :مسلم کتاب البِرّ وَالصِّلة باب تراحم الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)